دوسرا ایڈیشن

سیفِ نعمان

بر درباری منہاج القرآن

تالیف

جامع المنقول والمعقول شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول سیالوی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر دار العلوم غوثیہ رضویہ

جامع مسجد اندرون جنرل بس سٹینڈ سرگودھا 0301-6769232

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیفِ نعمان

بردرباری

منہاج القرآن

مصنف

جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول صاحب سیالوی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

دارالعلوم غوثیہ رضویہ جامع مسجد نور اندرون جنرل بس سٹینڈ سرگودھا

0301-6769232

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ اَمَّا بَعدُ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قاری صاحب کے سامنے بیان کیا گیا کہ ایک مرد بیوی کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرسکتا ہے تو قاری صاحب نے جواب میں کہا کہ پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر اگر نکاح کرتا ہے تو ایسے ہی ہے جیسے زنا کرتا ہے۔ جب اسے بتایا گیا کہ قرآن مجید میں چار بیویوں کی اجازت ہے تو اس پر اس نے کہا میں نے پڑھا ہے پھر اسے کہا گیا کہ ذرا غور کریں اس پر حکم سخت لگتا ہے تو پھر وہ کہتا ہے اچھا مفتی صاحب سے پوچھ لیں گے۔ بعد ازاں کم و بیش پانچ چھ مفتیانِ کرام سے پوچھا گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ اس پر تجدید ایمان اور تجدیدِ نکاح دونوں لازم آتے ہیں۔ قاری صاحب مان گئے کہ میں تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرتا ہوں۔ بعد میں اس سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں نکاح دوبارہ نہیں کرتا ہوں۔ دنیا کا کوئی مفتی بھی لکھ کر دے میں دوبارہ نکاح نہیں کروں گا میں سر کٹا سکتا ہوں دوبارہ نکاح نہیں کروا سکتا۔ میں کوئی جولاہا ہوں جو دوبارہ نکاح کروں میں تمہارے نکاح کروانے آیا ہوں یا اپنا نکاح دوبارہ کروانے آیا ہوں؟

یہی مسئلہ لاہور بھیجا گیا ادارہ منہاج القرآن کے مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے پاس تو انہوں نے تاخیر کی تو فون پر ملک ناصر نواز چک نمبر 114 جنوبی سرگودھا کے رہائشی نے مفتی عبدالقیوم صاحب سے پوچھا تو ان سے مندرجہ ذیل سوال جواب ہوئے۔

ہم نے وہ سوال و جواب ٹیلی فون ریکارڈنگ سے من وعن نقل کیے۔

سائل۔ سرگودھا سے بول رہا ہوں۔

مفتی عبدالقیوم۔ ہاں جی۔

سائل۔ ایک مسئلہ بھیجا تھا لکھ کر آپ کو موصول ہوا کہ نہیں ہوا۔

مفتی عبدالقیوم۔ آپ بتائیں میری طبیعت ٹھیک نہیں میں گھر میں ہوں میری ٹانگ میں درد ہے۔

سائل۔ فون پر بتائیں آپ بریف کر دیں گے؟

مفتی عبدالقیوم۔ ہاں۔

سائل۔ مسئلہ یہ تھا ہمارے قاری صاحب ہیں ان کے ساتھ بحث ہو رہی تھی ایک مرد کتنی شادیاں کرسکتا ہے۔ قاری صاحب نے کہا چار کرسکتا ہے۔ لیکن پہلی بیوی کی اجازت ضروری ہے۔

مفتی عبدالقیوم۔ ہوں۔

سائل۔ اگر نہیں دیتی تو حرام کاری کرے گا۔ دوسرا انہوں نے کہا نکاح نہیں ہوسکتا۔ قاری صاحب نے

کہا چلو پوچھ لیں گے۔ انہوں نے سرگودھا کے علماء سے پوچھا انہوں نے کہا ان کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور یہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ دوبارہ کلمہ پڑھیں اور نکاح پڑھائیں۔

مفتی عبدالقیوم۔ ہوں۔

سائل۔ یہ بتائیں اس کا کیا حکم ہے؟

مفتی عبدالقیوم۔ ملکی قانون یہ ہے اور اسلام کا قانون بھی یہی ہے۔ ایک بیوی جو ہے ناں اسکے لیے بھی شرط ہے اور وہ نہیں تو ایک بھی نہیں کرسکتا۔ ٹھیک ہے؟ جسمانی فٹنس اور حق مہر اور نان ونفقہ وغیرہ۔

سائل۔ اگر دوسری کرنا چاہے؟

مفتی عبدالقیوم۔ اگر دوسری کرنا چاہے و ان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ اگر عدل نہیں کرسکتے پھر ایک کرو یہ غیر مشروط نہیں جس کا دل چاہے چار کرتا پھرے اور ملکی قانون یہ ہے۔ یہ اچھا قانون ہے کہ ایوب خان کے زمانے سے مسلم فیملی لاء جو بنا ہے اس کے اندر یہ ہے کہ جب کوئی دوسری شادی کرنا چاہتا ہے وہ یونین کونسل میں درخواست دے۔ یونین کونسل کے چیئرمین کو۔ کہ میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں اور اس کی وجہ بتائے اپنی ایج بتائے پھر بتلائے اور پہلی بیوی کو بلا کر خاوند صاحب بھی آئے تاکہ پہلی بیوی سے بھی معلوم کیا جائے کہ آپ کو اعتراض تو نہیں؟ تو پھر وہ اوکے کر دے۔ اجازت دے دے۔ شریعت بھی یہی کہتی ہے یہ کون فیصلہ کرے گا کہ عدل ہے یا نہیں۔ گورنمنٹ کا ادارہ ہی کرے گا۔

سائل۔ ان پہ جو شرط عائد کی ہے، نکاح دوبارہ کرے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے، کلمہ پڑھے۔

مفتی عبدالقیوم۔ ان کا دماغ خراب ہے، مالش کریں اور ان کو سردائی پلائیں۔ بدام شدام۔

سائل۔ بڑی نوازش۔

مفتی عبدالقیوم۔ ان سے کہو جو تم کہہ رہے ہو لکھ کر دے دو۔ حوالہ بھی دے دو۔ ساتھ کتابوں کا حوالہ دیں۔ قرآن وحدیث اور کتابوں کا۔ اور لکھ کے دے دیں۔ بس آپ ہی ٹھنڈا ہو جائے گا۔ دماغ خراب ہے اس کا۔

سائل۔ بڑی مہربانی۔

مفتی عبدالقیوم۔ چار بیویاں چھوڑ کر ایک بیوی کے لیے بھی شرط ہے۔ دو کیلئے بھی شرط ہے۔ اور تین کیلئے بھی۔ آخری حد چار ہے۔ بہرحال آپ سارا کچھ بتائیں ناں۔ عدل شرط ہے اور یہ فیصلہ حکومت ہی کریگی اور اسکا پہلی بیوی سے پوچھنا بھی ضروری ہے۔ وہ بتائے اندرونِ خانہ کہانی کیا ہے۔ ٹھیک ہے؟

مندرجہ بالا سوال اور مفتی عبدالقیوم ہزاری صاحب کے ٹیلی فون پر جواب کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔

سائلین:۔ منظور احمد سیالوی ولد حاجی کبیر احمد جوڑا

اور اہلیان چک نمبر 114 جنوبی سرگودھا

الجواب بعون الملک الوھاب جل جلالہ

وھو الموفق للصواب

پہلا باب

عزیزان من! فقیر حقیر کچھ کلمات بطور ابتدائیہ ذکر کرے گا بعد ازاں مسئلہ مسئولہ کا جواب مذکور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ا۔ اولاً یہ کہ جو آدمی مسئلہ پوچھتا ہے تو جس بات پر وہ حکم پوچھتا ہے وہ اس کا اپنا کیا ہوا عمل ہوتا ہے اس میں کسی بھی مفتی صاحب کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ وہ صرف اس پر حکم شریعت پوچھتا ہے تو مفتی صاحب پر لازم ہوتا ہے کہ احکام شریعت کے مطابق اسے اس مسئلہ کا حکم بتائے کیونکہ علمائے کرام اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک برزخ ہیں ان پر لازم ہے کہ پوری تحقیق اور دیانت داری سے اللہ کے بندوں تک اس کا حکم پہنچائیں۔ جواب دیتے وقت اس کے علاوہ ان پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔

۲۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی کوئی ایسا مسئلہ آتا ہے جس پر حکم سخت ہوتا ہے تو ہم خود پریشان ہو جاتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر بھی دل ہے، ہم پتھر نہیں کہ احساس نہ ہو لیکن با ایں ہمہ مجبوری یہ ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور صاحبِ شرع محبوب کریم رؤف رحیم ﷺ کی امانت اپنے مولیٰ کریم کے بندوں تک اسی طرح منتقل کرنی ہوتی ہے جیسا اس کریم نے ہم تک واصل فرمائی اور علم وفہم سے نوازا اگر اس میں خیانت ہو (العیاذ باللہ) تو نہ دنیا نہ دین کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اگر مسئلہ کا حکم دیانت داری سے عرض کریں تو مسلمان ناراض ہوں، بتائیں کہ پھر ہمارا راستہ کیا ہے۔ ہم کو یہی اچھا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور کریم ﷺ کے احکام اللہ کی مخلوق تک دیانت داری سے پہنچاتے ہیں اور صرف انہی کا حق ہے کہ اولاً انکی رضا کا خیال رکھا جائے۔ اس پر اگر کوئی شخص ناراض ہو تو یہ اسکی کم فہمی اور بد نصیبی ہی کہی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستہ اختیار کرنیکی توفیق مرحمت فرمائے۔

۳۔ آدمی مسلمان تب ہوتا ہے جو کچھ حضور سرورِ کونین ﷺ اللہ تعالیٰ سے لائے ہیں تمام کے تمام پر

ایمان لائے اور زبان سے اس کا اقرار کرے۔ لیکن کافر ہونے کو اتنا بس کہ اسلام کے کسی ایک مسئلہ منصوصہ کا انکار کرے یا اس کی بات سے انکار لازم آئے۔ اس لیے کہ اسلام کا راستہ طیب و طاہر ہے اور کفر کا راستہ خبیث و پلید ہے اور خبیث طیب کا جب اختلاط ہو تو خبیث کو غلبہ ہوتا ہے مثلاً ایک ڈرم دودھ کا بھرا ہوا ہو اور اس میں تھوڑی سی پلیدی پڑ جائے تو سارے کا سارا دودھ ناپاک ہو جاتا ہے ایسے ہی اسلام و کفر کو سمجھیے تو جب کسی مسلمان کی زبان پر ایسا کلمہ جاری ہو جائے جس سے قرآن شریف میں ذکر کیے گئے احکام میں سے کسی حکم کا انکار لازم آتا ہو تو یہ ایک ہی کلمہ اس کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کے لیے کافی ہے نہ یہ کہ جب تک مکمل اسلام کا انکار نہ کرے تو کافر قرار نہ پائے تو مسلمان ہونے کو لازم کہ مکمل اسلام پر ایمان لائے لیکن کافر ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ مکمل اسلام کا انکار کرے بلکہ صرف ایک حکم کا انکار کرنے سے حکم کفر ثابت ہو جاتا ہے۔

اگر سمجھ نہ آیا ہو تو یوں سمجھیے کہ جب خلیفہ بلا فصل انبیاء کے بعد افضل البشر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تختِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو عرب کے کئی قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ کہا کہ ہم نماز روزہ اور حج اور دوسرے احکام شرع تو ادا کریں گے لیکن زکوٰۃ نہ دیں گے تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **لو منعونی عقالا لجاھدتھم** اگر ان قبائل نے زکوٰۃ کے مال سے ایک رسی دینے سے انکار کیا تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اس پر تمام فقہائے امت متفق ہیں کہ وہ مرتد ہو گئے اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے اس لیے ان پر جہاد کا حکم فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے کسی ایک مسئلہ کے انکار سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اصطلاح شرح میں اسے مرتد کہا جاتا ہے اصلی کافر کے احکام علیحدہ ہیں اور مرتد کافر کے احکام علیحدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافر اصلی کو زندہ رہنے کا حق دیا ہے الا یہ کہ جہاد میں قتل کیا جائے مگر مرتد کافر کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا اسی لیے حکم ہے کہ اسے قتل کیا جائے ہاں تین دن کی مہلت دینا بعض ائمہ کے نزدیک ضروری اور بعض کے نزدیک مستحب ہے لیکن صرف اس لیے کہ اسے کچھ سوچنے کا موقع دیا جائے نہ اس لیے کہ اس کا حق ہے۔ بلکہ اس کا حق تو اسی وقت ختم ہو چکا تھا اگر امام اسی وقت اسے قتل کرا دے تو اسے جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔

یہ چند کلمات مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے ذکر کیے ہیں۔اب فقیر اس مسئلہ کے جواب کی طرف متوجہ ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فقیر کو فہم مسئلہ کے بعد اس کے ٹھیک ٹھیک بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی و نعم الوکیل۔

اولاً مسئلہ مسئولہ کا جواب ذکر ہوگا اور بعد ازاں جناب مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی کی مہمان نوازی ہوگی جنھوں نے صرف اور صرف اس پر کہ تمام مفتیان کرام نے حق مسئلہ بتایا تھا ان سب کو تضحیک کا نشانہ بنایا بلکہ انکی اہانت کے مرتکب ہوئے ہاں اگر ان کو اختلاف تھا تو علمی رنگ میں اس کا حق رکھتے تھے۔دوسرا شریعت کو ایوبی قانون کے تابع مہمل بنا دیا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ اور اس کو خدائی قانون پر فوقیت دے کر اسے اعلیٰ قانون قرار دیا ہے۔

اب ایمان وارتداد کی تعریفیں لکھی جائیں گی اور اسکے بعد حکم ارتداد۔البحر الرائق جلد ۴ باب احکام المرتدین حاشیہ کنز، بدائع صنائع، فتح القدیر اور مبسوط شمس لائمۃ سرخسی والعبارۃ للدر المختار ھو تصدیق محمد ﷺ فی جمیع ما جاء بہ من اللہ تعالیٰ مما علم مجیئہ ضرورۃ۔جو احکام حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے لائے اور آپ کا انہیں لانا بداہۃً ثابت ہو ان سب میں آپکی تصدیق کرنا یہ ایمان ہے۔اس پر علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے حاشیہ تحریر فرمایا ہے کہ بداہت کا کیا مطلب ہے اور ساتھ ہی تصدیق کا معنی بیان فرماتے ہوئے فرمایا معنی التصدیق قبول القلب و اذعانہ لما علم باالضرورۃ انہ من دین محمد ﷺ بحیث تعلمہ العامۃ من غیر افتقار الی نظر و استدلال کالوحدانیۃ والنبوۃ الخ کہ جن چیزوں کا حضور ﷺ کا دین ہونا بداہت عقل سے ثابت ہے کہ یہ آپ کا دین ہیں دل کا ان کو قبول کرنے کے بعد انکا یقین کرنا اس طرح کہ انکے معلوم ہونے میں کسی عام آدمی کو بھی نظر واستدلال کی ضرورۃ نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کی نبوۃ اور مرنے کے بعد زندہ ہونا اور اعمال کا بدلہ اور نماز وغیرہ۔اسکے بعد تفصیل ہے جسکا لکھنا یہاں ضروری نہیں ہے۔یہاں یہ پتہ چل گیا کہ ایمان یہ ہے کہ جو چیز حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے لائے اور اسکے دین ہونے کا پختہ یقین ہو یہ ایمان ہے۔

اس کے بعد ارتداد اور اس کے ارکان واحکام کا بیان ہوگا چنانچہ تنویر الابصار میں ارتداد کی یوں تعریف کی گئی ہے الراجع عن دین الاسلام۔ارتداد یہ ہے کہ کسی شخص کا دین

اسلام سے پھر جانا۔پھر اس کا رکن بیان فرمایا و رکنہ اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان۔اس کا رکن یہ ہے کہ ایمان کے بعد کفری کلمہ زبان پر جاری کرنا۔ظاہر ہے کہ چیز اپنے رکنوں سے موجود ہوتی ہے تو جب زبان پر کفری کلمہ جاری ہوگا تو وہ آدمی اسلام سے خارج ہو کر مرتد قرار پائے گا۔

درمختار میں ہے وفی الفتح من ھزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقد الاستخفاف فھو ککفر العناد۔فتح القدیر میں ہے جو شخص مزاحاً کلمہ کفر کہے مرتد ہو جائے گا اگرچہ اس کا اعتقاد نہ رکھے کیونکہ یہ مذہب کی اہانت ہے اور یہ کفر عنادی کی طرح ہے۔اس پر شامی میں فرمایا کہ معاندوہ ہوتا ہے کہ دل سے مانے لیکن زبان سے اقرار نہ کرے۔

یہ مسئلہ بحر الرائق احکام المرتدین میں اور بدائع صنائع، فتاوی قاضیخان اور فتاویٰ عالمگیری اور مبسوط شمس الائمہ فی باب احکام المرتدین، ان سب کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے۔

اب اسکی صحت کی شرائط اور احکام کا بیان ہوگا قال فی التنویر والدر المختار شرائط صحتھا العقل والطوع اسکی صحت کی شرائط سے عقل اور طوع یعنی اپنے ارادے سے کفری کلمہ زبان پر جاری کرنا۔شامی نے اسکی وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ ان من تکلم للکفر ھازلاً ولاعبا کفر عندالکل لا اعتبار لاعباً کما صرح فی الخانیہ کہ جس شخص نے مذاحاً یا لہو ولعب کے طور پر کفری کلمہ بولا ہے تمام مجتہدین کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اس کے اعتقاد کا کوئی اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ فتاوی خانیہ میں اس کی تصریح ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اسکی تین صورتیں بیان فرمائی ہیں ایک یہ کہ خطاءً اور اکراہاً کلمہ کفری اگر بولے تو بالاتفاق کافر نہ ہوگا اگر عمداً کفری کلمہ بولے، اسے علم بھی ہو کہ یہ کفر ہے تو بالاتفاق کافر ہو جائے گا اور تیسری صورت یہ ہے کہ جس نے کلمہ کفر اختیار سے بولا ہے لیکن اسے اسکے کفر ہونے کا علم نہ ہو تو اسکے کفر میں اختلاف ہے۔عبارت یوں ہے و من تکلم بھا مخطا او مکرھا لا یکفر عند الکل و من تکلم بھا عامدا عالما کفر عندالکل و من تکلم بھا اختیاراً جاھلا بانھا کفر فیہ الاختلاف اسکے پہلے پیرا میں فرمایا و قال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ۔

اب مرتد کے احکام کا بیان ہوتا ہے۔ بدائع صنائع امام ملک العلماء علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے اور یہ امام بیان مسائل فقہ میں اپنا ایک مخصوص اسلوب رکھتے ہیں جو علماءِ کرام پر پوشیدہ نہیں ہے اسلیے علامہ شامی جیسے محقق نے انکی کتاب کو ماخذ کا درجہ دیا ہے۔ تو وہ امام فرماتے ہیں کہ رِدّت کے بہت سے احکام ہیں۔ بعض کا تعلق مرتد کی ذات سے ہے اور بعض اسکی ملک کی طرف راجع ہیں اور بعض کا تعلق اسکے تصرفات سے ہے اور بعض اسکی اولاد سے متعلق ہیں اور جو احکام اسکی ذات سے متعلق ہیں انکی کئی اقسام ہیں ایک یہ کہ اگر مرد ہو تو اسکا خون حلال ہو جاتا ہے عبد ہو خواہ آزاد ہو قال النبی ﷺ من بدل دینه فاقتلوه کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کردے اسے قتل کردو۔ اور اسی طرح جب حضور ﷺ کے وصال کے بعد بعض قبائل عرب انکارِ زکوۃ کی وجہ سے مرتد ہوئے تو انکے قتل پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ انہیں قتل کردیا جائے کہ انکی عصمت ساقط ہوگئی ہے اور ان احکام میں سے ایک یہ کہ اگر مرد یا بیوی میں سے ایک مرتد ہو جائے تو انکے درمیان فرقت واقع ہو جاتی ہے پھر اگر عورت مرتدہ ہوئی تو یہ فرقت طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے اور یہ مسئلہ اتفاقی ہے اور اگر مرد مرتد ہو تو اس فرقت میں اختلاف ہے جیسا کہ کتاب النکاح میں مذکور ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ فرقت طلاق ہے اور بعض نے فرمایا کہ یہ بھی فسخ ہے۔ ولا ترتفع هذه الفرقة بالاسلام۔ اور دوبارہ اسلام لانے سے یہ فرقت مرتفع نہیں ہوتی۔ ابھی اسکی تصریح آتی ہے کہ دوبارہ نکاح کرنا لازم و فرض ہے اسکے علاوہ بیوی اس پر قطعا حرام ہے۔ اس کا ایک حکم یہ ہے کہ حالت ارتداد میں اسکا نیا نکاح کرنا حرام ہے جائز نہیں ہے کیونکہ نکاح ولایت کا متقاضی ہے اور اسکی ولایت ساقط ہو چکی ہے اور اس کا ذبیحہ حرام ہے کہ اس کا کوئی دین نہیں رہا اور یہ کہ وہ اس حالت میں کسی کا وارث نہیں بن سکتا اور یہ کہ اسکی تمام زندگی کے اعمال ساقط ہو جائیں گے اور ایک یہ ہے کہ اس حالت میں اس پر کوئی عبادت فرض نہیں رہتی کہ کفار عبادات کے مکلف نہیں ہیں۔ اسکے علاوہ اسکے بہت سے احکام ہیں جن کا ذکر خالی از طوالت نہیں اور دامن فتوی تنگ ہے۔ درمختار صفحہ ۲۴۶ و فی شرح الوہبانیہ للشرنبلانی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح و اولاده اولاد زنا و ما فیه خلاف یومر بالاستغفار و التوبة و تجدید النکاح شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہے کہ وہ کام جو بالاتفاق کفر ہیں ان سے

عمل اور نکاح باطل ہو جاتے ہیں اور اس حالت کی اولاد ولدِ زنا ہوگی اور جن باتوں کے کفر ہونے میں اختلاف ہے انکے بعد توبہ استغفار اور تجدید النکاح کا حکم کیا جائے گا۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اولاده اولاد زنا کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ فصول عمادی میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے لکن ذکر فی نور العین و یجدد بینهما النکاح ان رضیت زوجته بالعود الیه والا فلا تجبر والمولود بینهما قبل تجدید النکاح بالوطء بعد الردة یثبت نسبه منه لکن یکون زنا۔ لیکن نور العین میں ذکر کیا گیا ہے کہ انکے درمیان تجدید نکاح ہوگا اگر عورت اسکی طرف لوٹنے پر راضی ہے ورنہ اس پر کوئی جبر نہ کیا جائے گا اور مرتد ہونے کے بعد اور تجدید نکاح سے پہلے وطی کرنے سے اگر بچہ ہو جائے تو اسکی نسب ثابت ہوگی لیکن ہوگا ولدِ زنا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس کلمہ کے کفر ہونے میں اختلاف ہو۔ اگر وہ بات اتفاقا کفر ہو تو قطعی طور پر تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدائع وصنائع کے حوالہ سے گزرا کہ یہ فرقت اسلام کی طرف لوٹنے سے مرتفع نہ ہوگی بلکہ تجدید النکاح ضروری ہے۔ اسی طرح نور العین کے حوالہ سے کہ اگر عورت راضی ہو تو تجدید نکاح ضروری ہے حالانکہ اس سے قبل درمختار کی عبارة بینونة زوجته یعنی مرتد ہونے پر عورت بائن ہو جائے گی اس پر علامہ شامی نے فرمایا و تکون فسخا عندهما و قال محمد فرقة بطلاق ولو هی المرتدة فبغیر طلاق اجماعا ثم اذا تاب و اسلم تمرتفع تلک البینونة بتوبته کہ شیخین کے نزدیک یہ فرقت فسخ ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا یہ فرقۃ طلاق ہے ہاں اگر عورت مرتدہ ہو تو اجماعا یہ فرقت طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے پھر اگر مرد توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے تو یہ فرقت مرتفع ہو جائیگی تو ان عبارتوں میں تعارض ہے اور تعارض کا قانون ہے کہ دونوں ساقط ہو جائیں گے تو یقینی طور پر تجدید نکاح کا حکم باقی نہ رہا۔

جواب یہ ہے کہ بظاہر بے شک ایسے ہی لگتا ہے لیکن علامہ شامی نے یہ اشکال اس طرح دور فرمایا دیا کہ یہاں کتابت کی غلطی ہے اصل عبارت یوں ہے کہ ترتفع نہ تھا بلکہ لاترتفع تھا لا نافیہ کتابت کی غلطی سے ساقط ہو گیا جس سے عبارۃ کا مفہوم الٹ ہو گیا اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو یہ ان سب عبارات کے مخالف ہو جائے گا جن میں تجدید نکاح کا حکم کیا گیا ہے۔ تو اب یہ مسئلہ بے غبار ہو گیا کہ مرتد کو قطعی اور لازمی طور پر تجدید نکاح کرنا ہوگا یہ مسئلہ فقہ کے تمام متون و شروح اور فتاوی

جات میں اسی طرح مذکور ہے جیسا تحریر کیا جاچکا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسکی بیوی اسکے نکاح سے نکل جاتی ہے اور اس پر کوئی عبادت فرض نہیں رہتی اور اگلی تمام عبادات باطل ہوجاتی ہیں، تو جب اس پر بسبب ارتداد کوئی عبادت فرض ہی نہیں رہی تو اسکا عبادت کرنا عبادت نہیں لہٰذا اسکی اپنی نماز باطل محض ہے تو اس کی امامت کا حکم بھی معلوم ہوگیا کہ حالت ارتداد میں اس نے اگر لوگوں کی امامت کی ہے تو ان سب کی نمازیں محض باطل ہیں ان پر ان نمازوں کا لوٹانا فرض ہے اگر نہ لوٹائیں گے تو فرض انکے ذمہ باقی ہوگا اور اس امام پر ان سب سے بڑھ کر وبال اور مصیبت ہے جو انکی نمازیں باطل کرتا رہا اور شریعت کے حکم سے سرکشی کرتا رہا۔ یہاں تک تو مرتد کی تعریف اور اسکے ارکان و شرائط کا بیان ہوا اسکے بعد مسئلہ مرسلہ چک نمبر 114 جنوبی سرگودھا کے قاری صاحب کے متعلق جو سوال ہے اب اسکا جواب لکھا جائے گا۔ اقول باللہ التوفیق وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

اس قاری نے کہا کہ پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر اگر دوسرا نکاح کرے گا تو دوسری بیوی سے زنا کرے گا۔ یہ کلمہ صراحتاً کفر ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے محرمات کے ذکر کے بعد قرآن مجید میں فرمایا و احل لکم ماوراء ذلکم کہ ان عورتوں کے علاوہ تمہیں تمام عورتوں سے نکاح حلال ہے اور ظاہر ہے کہ نکاح کا حکم حلت وطی ہے دوسرے مقام پر فرمایا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع کہ ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہیں دو دو، تین تین، چار چار اور نکاح کا مفاد و مقتضی حلت وطی ہے اور یہ دلالت النص سے ثابت ہے اس نے وطی کو زنا کہہ کر قرآن کے منصوص حکم کا انکار کیا اور جو شخص قرآن و حدیث کے منصوص مسئلہ حلت و حرمت کے برعکس قول کرے وہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اب فقیر اس پر شرح عقائد نسفی کی ایک طویل عبارت پیش کرتا ہے جس میں اسکی وضاحت ہے کہ حرام کو حلال کہنے اور حلال کو حرام کہنے سے آدمی مرتد ہوجاتا ہے۔ عبارت یوں ہے۔ ورد النصوص بان ینکر الاحکام التی دلت علیها النصوص القطعیة من الکتاب والسنة کحشر الاجساد مثلا کفر لکونه تکذیبا صریحا للہ تعالیٰ و رسوله علیه السلام ...... و استحلال المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفر اذا ثبت کونها معصیة بدلیل قطعی ...... الی ان قال فی الشرح اذا اعتقد الحرام حلالا فان کانت حرمته لعینه و قد ثبت بدلیل قطعی یکفر کہ نصوص

کے رد کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔ یعنی وہ احکام جن پر کتاب و سنت کی نصوص قطعیہ دلالت کرتی ہیں ان میں سے کسی حکم کا انکار کرنے سے آدمی کافر ہوجائے گا۔ مثلاً مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کا انکار کرے کیونکہ اس میں اللہ جل شانہ اور اسکے رسول ﷺ کی صریح تکذیب پائی گئی ہے (اور اللہ جل شانہ اور رسول کریم ﷺ کی تکذیب صریح کفر ہے) اسلیے وہ آدمی کافر ہوجائے گا اور آدمی گناہ کو حلال جاننے سے بھی کافر ہوجاتا ہے خواہ وہ گناہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ ہو لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ اسکا گناہ ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اسکے آگے شرح میں فرمایا کہ جب آدمی کسی حرام شرع کو حلال جانے اور وہ شرعاً حرام لعینہ ہو اور دلیل قطعی سے ثابت ہو تو وہ آدمی کافر ہوجائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کو جھوٹا کہا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۲۰)۔

اب دیکھیے کہ قرآن مجید نے بیوی کی اجازت کے بغیر دوسرا نکاح اور اس کے بعد بیوی سے وطی کو حلال فرمایا ہے اور اس قاری نے اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام کہا لہٰذا یہ مرتد قرار پایا اور اس میں ایک یہ قبیح اشارہ بھی ہے کہ اللہ رسول جل جلالہ و ﷺ کا حکم اجازت پہلے موجود ہے تو بیوی کا حکم گویا اس حکم کا ناسخ ہوا اور یہ دوسرا کفر لازم آتا ہے کہ اس نے بیوی کے حکم کو اللہ رسول جل جلالہ و ﷺ پر فوقیت دی ہے۔

اس کا فتویٰ شرعی آنے کے بعد اسکا انکار کیا۔ شریعت کا فتویٰ جو صریح احکام قرآن و حدیث پر مشتمل ہو اس کا انکار مستلزم کفر ہے۔ یہ اسکا تیسرا کفر ہے اور بار بار تنبیہ کرنے پر اسکا انکار پر مصر رہنا اسے مزید مؤکد کرتا رہا ہے۔ چونکہ اس کا نکاح فسخ ہوچکا تھا اور اس نے تجدید نکاح کا اس شدومد سے انکار کیا جسکے بعد اسکے کافر مصر علی الکفر ہونے میں اصلاً شک نہ رہا مثلاً اس نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں نکاح دوبارہ نہیں کرتا۔ دنیا کا کوئی مفتی بھی لکھ دے میں دوبارہ نکاح نہیں کروں گا، میں سر کٹا سکتا ہوں، دوبارہ نکاح نہیں کروا سکتا کہ میں کوئی جولاہا ہوں کہ دوبارہ نکاح کروں میں تمہارے نکاح کروانے آیا ہوں یا اپنا نکاح دوبارہ کروانے آیا ہوں؟ چونکہ ہر گناہ کی توبہ اس گناہ کے مقتضا کے مطابق ہوتی ہے، اسکا کہنا کہ میں توبہ کرتا ہوں نکاح دوبارہ نہیں کرتا، یہ توبہ سے صریح انکار ہے کہ یہاں توبہ کی تکمیل تجدید نکاح ہی سے ہوگی، جب اسکا انکار ہے تو توبہ سے انکار ہوا یہ اسکا چوتھا کفر ہے۔ پھر دنیا کا کوئی مفتی الخ پھر اس نے شریعت

کا صریح انکار کیا کہ فتوی شریعت کا حکم ہوتا ہے نہ کہ مفتی کی ذاتی رائے۔ اسکے بعد اسکے مزید کفر ہی کفر کس کس کفر کی بات کی جائے اور ابھی اس پر قائم ہے۔ لہٰذا اسکا حکم شرعی وہ ہے جو فتاوی جات میں منقول ہے کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے اور تجدیدِ نکاح کا حکم کیا جائے۔ اگر توبہ اور تجدید اسلام کرے تو اسے معاف کر دیا جائے۔ اگر نہ کرے تو حاکم اسلام اور قاضی شرع اسے قتل کروادے تاکہ خدا کی زمین میں اسکی گندگی اور نجاست نہ پھیلے بدائع صنائع صفحہ ۱۳۴ و منها انه يستحب ان يستتاب و يعرض عليه الاسلام لاحتمال ان يسلم لكن لا يجب لان الدعوة قد بلغته فان اسلم فمرحبا و اهلا بالاسلام و ان ابى نظر الامام فى ذالك فان طمع فى توبته او سأل هو التاجيل اجله ثلثة ايام و ان لم يطمع فى توبته و لم يسئل هو التاجيل قتله من ساعته اسکے احکام میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر اسلام پیش کرنا اور اس سے توبہ کا مطالبہ کرنا مستحب ہے کہ ہوسکتا ہے مسلمان ہو جائے لیکن یہ واجب نہیں کیونکہ اسے دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہے پس اگر وہ اسلام لے آئے تو ہم اسے اسلام لانے پر خوش آمدید اور اہلاً وسہلاً کہیں گے۔ اگر وہ انکار کرے تو امام غور کرے اگر اسکی توبہ کی امید ہو یا وہ خود مہلت طلب کرتا ہے تو اسے تین دن کی مہلت دے اگر یہ امید نہ ہو اور نہ ہی وہ مہلت طلب کرے تو اسی وقت اسے قتل کرادے۔

لیکن افسوس کہ اب کون ہے جو یہ احکام نافذ کرے اور نہ ہی مسلمانوں میں وہ مذہبی غیرت باقی رہی کہ وہ بھی ایسی حالت میں عام طور پر مرتدین کے مددگار بن کر خود تباہی و بربادی کا شکار ہو کر اپنی عاقبت تباہ کر ڈالتے ہیں اعاذنا الله و المسلمين من هذه الهلكة۔

(۱)۔ تو ایسی صورت میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس مرتد کو امامت سے دور کریں کیونکہ خود اس کی نماز تو باطل محض ہے تو اس کی اقتدا میں جو نماز پڑھی جائے گی وہ بھی باطل ہوگی اس لیے اسے فوراً امامت سے جدا کر دیا جائے۔

(۲)۔ اور بعد از ارتداد آج تک جن لوگوں نے اس کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں سب کی سب باطل اور واجب الاعادہ ہیں ان کا لوٹانا ضروری ہے ورنہ فرض ان کے ذمے باقی ہے۔ فاعتبروا يا اولى الابصار عقل والو عبرت پکڑو۔

(۳)۔ اس قاری کے جو لوگ مددگار ہیں اور اس کے اس ارتداد کے باوجود اس سے تعاون کر رہے ہیں ان پر بھی توبہ فرض ہے کہ ایسے موقع پر ان کو قرآن وحدیث کے حکم کو ترجیح دینی فرض تھی لیکن انہوں نے اس فرض کو ترک کیا، لہٰذا ان پر بھی توبہ کرنی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی مہلک امراض سے محفوظ فرمائے، جن سے مسلمانوں کے ایمان غارت ہوں۔ آمین

باب دوم

یہاں سے دوسرا باب شروع ہوتا ہے جس کا تعلق جناب مفتی عبدالقیوم ہزاروی سے ہے یہی مذکور بالا سوال تحریر کر کے ان کو بھیجا گیا تھا جواب میں تاخیر کے سبب ملک ناصر نواز سکنہ چک نمبر 114 جنوبی سرگودھا نے مفتی صاحب سے فون پر رابطہ کیا اور کہا کہ جناب ہم نے منہاج القرآن کے دار الافتاء میں ایک مسئلہ آپ کی خدمت میں بھیجا تھا اور ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔ وجہ تاخیر کیا ہے؟ تو مفتی عبدالقیوم نے جواب دیا کہ مجھے ابھی تک آپ کی تحریر نہیں ملی اور نہ ہی مجھے معلوم ہے۔ کیونکہ میں بیمار ہوں میری ٹانگ میں درد ہے میں ادارہ میں نہیں جا رہا تو جواب میں ان کو کہا گیا کہ اگر ہم فون پر سوال دہرا دیں تو آپ اس کا جواب دے دو گے تو جواب دیا کہ بتائیں۔ تو ان کو کہا گیا کہ ہمارے قاری صاحب سے بات ہو رہی تھی کہ ایک مرد کتنی شادیاں کر سکتا ہے تو قاری صاحب نے کہا کہ چار کر سکتا ہے لیکن پہلی بیوی کی اجازت ضروری ہے۔ اگر نہیں دیتی تو حرام کاری کرے گا۔ دوسرا یہ کہا کہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ پھر سرگودھا کے مفتیانِ کرام سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور یہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ دوبارہ کلمہ پڑھیں اور نکاح پڑھائیں۔

آپ سے سوال ہے کہ یہ کلمات کہنے والے کا کیا حکم ہے (یہاں مفتی منہاج القرآن عبدالقیوم ہزاروی کا جواب نقل کیا جاتا ہے جو ہم نے فون ریکارڈنگ سے نقل کیا ہے) تو اس پر جناب مفتی صاحب نے جواب دیا کہ ملکی قانون یہ ہے اور اسلام کا قانون بھی یہی ہے کہ ایک بیوی کے لیے بھی شرط ہے اور وہ نہیں تو ایک بھی نہیں کر سکتا۔ ٹھیک ہے جسمانی فٹنس اور حق مہر اور نان ونفقہ وغیرہ الخ۔ تفصیل چونکہ سوال کے صفحہ پر مذکور ہے بقیہ وہاں ملاحظہ کی جا سکتی ہے اب

ہم جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن اجمالاً سب سوال دہرا دینے مناسب ہیں۔

(۱)۔اگر عدل نہ کر سکے تو ایک ہی کرے اور یہ غیر مشروط نہیں ہے۔

(۲)۔اور جو قانون فیملی لا ایوب کے زمانے میں بنا ہے یہ اچھا قانون ہے اس میں بھی پابندی لگائی گئی کہ جب تک بیوی اجازت نہ دے تو دوسری شادی نہیں کر سکتا اور شریعت بھی یہی کہتی ہے۔

(۳)۔ان سے جب سوال ہوا کہ سرگودھا کے مفتیانِ کرام نے جو یہ کہا ہے کہ اسلام سے خارج ہے دوبارہ کلمہ پڑھے اور نکاح دوبارہ کروائے اس پر ان کا جواب تھا کہ ان کا دماغ خراب ہے مالش والش کرائیں اور ان کو سردائی پلائیں بدام شدام اور ان سے کہو کہ جو تم کہہ رہے ہو لکھ کر دے اور حوالہ بھی دے۔قرآن وحدیث اور کتابوں کا حوالہ دے آپ کے یہ کہنے پر آپ ہی ٹھنڈا ہو جائے گا دماغ خراب ہے اس کا۔

(۴)۔چار بیویاں چھوڑ کر ایک کے لیے بھی شرط ہے دو کے لیے بھی تین کے لیے بھی آخری حد چار ہے اور عدل شرط ہے اور اس کا پہلی بیوی سے پوچھنا بھی ضروری۔

(۵)۔وہ بتائے اندرونِ خانہ کہانی کیا ہے؟۔

اقول و باللہ التوفیق وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۔اولاً یہ کہ جناب مفتی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ پہلے تو جناب کا شکریہ کہ آپ نے اپنے منصب کے مطابق جواب دے کرامت کی خوب گت بنائی اور انکو خوب بے وقوف بنایا۔ کہ سوال جو اور جواب گندم ماشاء اللہ ادارے کی لاج ہیں نا۔ثانیاً یہ عقدہ بھی حل فرما دیا کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین اور تمام فقہا علماء کرام الی یومنا ہذا اسکے پابند رہے کہ قانون شریعت ہی غالب ہے اسکے خلاف کوئی قانون بنانا جائز نہیں اگر کوئی ایسا کرے (جیسا کہ فیملی لاء کی بہت سی شقیں شریعت کے خلاف ہیں) تو اسکو ٹھکرا دینا مسلمانوں پر فرض ہے کیونکہ لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق تو اللہ تعالیٰ کے قانون میں تو ہم نے کہیں دیکھا نہیں کہ نکاح ثانی بیوی کی اجازت پر موقوف ہے ہم نے تفسیریں اور اصول اور فتاوی جات کھنگھال ڈالے کہیں بھی یہ شرط نہ ملی آخر جناب نے مسئلہ حل فرما دیا کہ انسان کا غلط اور خلاف شرع قانون بھی قانون شریعت پر غالب ہے اب نیا دور نئے لوگ نئی تہذیب ہے وہ پرانا قانون ہے اب اسے بدل ڈالنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ماشاء اللہ نظر بد دور اگر جناب

منہاج القرآن کے دارالافتاء کی زینت نہ ہوتے تو کون تھا جو مسلمانوں کو ان رموز سے آگاہی دیتا۔ عمر خضر نصیب ہو آمین۔یا یوں کہہ لیجیے شالا خضر جتنی عمر ہووی۔

ثالثاً ایوبی فیملی لاء کے ترجمان یہ بھی فرمائیں کہ جناب نے ایوبی قانون کو غلبہ دے کر اسلام کی توہین تو نہیں کی؟۔

رابعاً جو آدمی شریعت کے حلال کو حرام کہے اور مدت تک اسی پر مصر رہے اور اسی شخص کو ایک مفتی صاحب جو جواز کی سندِ فراہم کرے تو اس اصرار کرنے والے اور اس کی تائید و تصدیق فرمانے والے مفتی صاحب کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ اپنے ہی قلم سے تحریر فرما دیں تو مسئلہ آسانی سے حل ہو جائے گا اور پینڈا مک ویسی۔

خامساً جب جناب سے سوال ہوا کہ سرگودھا کے علماء نے اس کے کفر کا فتوی دیا نیز تجدید اسلام اور تجدید نکاح اور توبہ کا۔تو جناب نے فرمایا کہ ان کا دماغ خراب ہے بدام شدام اور سردائی پلاؤ اور مالش کروائیں۔عرض یہ ہے کہ ان علماء کا یہ فتویٰ ان کی ذاتی رائے نہ تھی بلکہ انہوں نے قرآن وحدیث، شریعتِ مطہرہ کا حکم بیان کیا تھا تو بتایئے کہ جناب نے ان بزرگوں اور علماء کو اپنی تضحیک کا نشانہ بنایا ہے یا نہیں؟ اگر بنایا ہے اور یقیناً بنایا ہے تو فرمائیں کہ جو شخص خود مفتی ہو کر علماء حقہ کی توہین کا مرتکب ہو اور فتویٰ شرعی صحیح صادر کرنے پر ان پر پھبتی کستا ہو اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

سادساً خود جناب نے شریعت کے فتویٰ کو بھی استہزا کا نشانا بنایا تو دیگر مفتیانِ کرام فرمائیں کہ شریعت اسکے متعلق کیا حکم فرماتی ہے؟

سابعاً آپ نے سوال کیا ہے کہ وہ بتائے اندرونِ خانہ کہانی کیا ہے؟ اس پر عرض ہے کہ مسائل لوگوں کے خود پیدا کردہ ہوتے ہیں اور کبھی کسی مفتی صاحب نے لوگوں کو ان مصائب میں مبتلا ہونے پر نہیں ابھارا۔ہاں دیانت داری سے ان کا جواب دیتے ہیں لیکن آپ نے ان حضرات پر زبردست سوءِ ظن سے کام لیا۔مولیٰ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے ان بعض الظن اثم کسی مسئلہ کے جواب میں اندرون خانہ کہانی کا کیا دخل ہے؟

ثامناً حدیث شریف میں ہے المسلم مراۃ المسلم کہ مسلمان مسلمان کا شیشہ

ہے ہر ایک کو دوسرے مسلمان کو دیکھنے پر اپنی صورت نظر آتی ہے۔ تو گویا آپ جن مسائل کا
جواب دیتے ہیں تو اندرون خانہ ضرور کوئی کہانی ہوتی ہوگی اس پر غور فرمانا آپ کا کام ہے۔

تاسعاً آپ نے فرمایا ہے ایک بیوی کے لیے بھی شرط ہے اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو
ایک بیوی بھی نہیں کرسکتا۔ سوال یہ ہے کہ شرط اگر نہ پائی جائے اور پھر بھی ایک شخص نکاح کرلیتا
ہے تو نکاح منعقد ہوگا کہ نہیں؟ نکاح تو یقیناً منعقد ہو جائے گا ابھی اسکی وضاحت آتی ہے۔ تو جب
نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو اس بیوی سے وطی کیوں زنا ہے جبکہ نکاح کی مشروعیت کی حکمت ہی یہی
ہے کہ وطی و جماع حلال ہو جائے۔ آپ سے سوال یہ کیا گیا تھا نہ یہ کہ کرسکتا ہے یا نہیں۔ تو
فرمائیں کہ جواب گول کیوں کیا ہے؟

عاشراً چار بیویوں کا نکاح عدل سے مشروط ہے تو کیا یہ شرطِ حلت و جواز ہے یا شرط
اولویت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عدل نہیں کرتا لیکن بیویاں چار ہی کرلی ہیں تو کیا
یہ نکاح منعقد نہ ہوئے ہیں؟ یہاں عدل شرط اولویت ہے نہ کہ شرطِ جواز۔ سوال یہی تھا کہ نکاح
منعقد ہوگا یا نہیں تو آپ کا جواب اس سوال کے مطابق ہے یا دیوانے کی بڑ ہے؟ اس کی وضاحت
فرمایئے گا۔ جب ان شروط کے نہ پائے جانے کی صورت میں بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور وطی
و جماع حلال ہو جاتا ہے تو جو اسے حرام و زنا کہے وہ مسلمان رہے گا یا مرتد ہو جائے گا اور مرتد ہو
جائے گا تو کیا اس پر تجدیدِ ایمان اور توبہ اور تجدیدِ نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ ان سوالوں کے
جواب آپ کے ذمہ ہمارا قرض ہے، یہ آپ کو ہر قیمت پر ادا کرنا ہوگا۔

اور الحمد للہ فقیر نے یہ ساری بحث اپنے انجام کو پہنچا دی ہے دوبارہ اسکے تکرار کی
ضرورت نہیں ہے۔ لیکن مفتی عبدالقیوم صاحب کی تسلی کے لیے نکاح اور اسکی شرائط و اقسام کا بیان
ابھی باقی ہے انشاء اللہ اب اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بعد مفتی صاحب کی خدمت میں ایک
استفتاء بھی پیش کیا جائے گا کیونکہ بقول انکے دیگر علماء کے دماغ خشک ہو چکے ہیں۔ اور ماشاء اللہ
آپکا دماغ تو تر ہے کہ آپکو منہاج کی نہاری ملتی ہے جو منہاج کی نہاری پر باندھا ہوا ہے صحیح
جواب ضرور معلوم ہوں گے اور ہمیں امید ہے کہ حق عبدیت ادا کرتے ہوئے شریعت کے مسائل
واضح فرما کر اپنے مولی کریم جل جلالہ کو ضرور راضی کریں گے اقول باللہ التوفیق۔

غیر شادی شدہ آدمی کے تین قسم کے حالات و کیفیات ہوتی ہیں۔ ایک حالت میں
اس پر نکاح کرنا واجب ہوتا ہے اور ایک کیفیت میں سنت مؤکدہ اور ایک حالت میں مکروہ ہے۔
ان تین حالتوں کے پیش نظر فقہاء کرام نے اسکی یہ تقسیم فرمائی ہے۔ اب فقیر درِ مختار سے مکمل
عبارۃ نقل کرتا ہے (شامی جلد ۳ صفحہ ٦۔ ۷) و یکون و اجبا عند التوتان و یکون سنة
عند الاعتدل و یکون مکروها بخوف الجوریه۔ تنویر الابصار کی عبارت ہے کہ شدتِ
اشتیاق کے وقت مسلمان پر نکاح واجب ہے اور حالتِ اعتدال میں سنت ہے اور ظلم کا خوف ہو تو
نکاح کرنا مکروہ ہے۔

در مختار میں فرمایا کہ اگر نکاح کے بغیر زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو تو نکاح فرض ہو
جاتا ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ حق مہر ادا کرنے اور نفقہ دینے پر بھی قادر ہو اگر قادر نہ ہو تو ترک
نکاح سے گنہگار نہ ہوگا عبارۃ یوں ہے فان تیقن الزنا الابه فرض ، و هذا ان ملک
المهر و النفقة و الافلا اثم بترکه اور اسکے بعد دوسرا درجہ سنت ہے، اس سے مراد سنت
مؤکدہ ہے، اصح مذہب یہی ہے۔ اب ترک کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اپنے آپکو زنا سے محفوظ
کرنے اور طلب اولاد کیلئے کرے گا تو ثواب بھی پائے گا اور سنت بھی اس وقت ہے کہ وطی اور
ادائے مہر و نفقہ پر قدرت رکھتا ہو۔ تیسری کیفیت کہ اگر ظلم کا خوف ہو تو مکروہ ہے۔ اگر ظلم کا یقین ہو
تو اب نکاح کرنا حرام ہوگا۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے کراہت کو کراہت تحریمی فرمایا ہے اور یہ کہ ظلم
کا یقین ہو تو نکاح حرام ہوگا، اس پر فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ نکاح سے دو غرضیں ہوتی ہیں۔ ایک
اپنے آپکو زنا سے بچانا اور دوسرا ثواب۔ ظلم سے آدمی گنہگار ہوتا ہے اور محرمات کا ارتکاب کرتا ہے
اور نکاح کا مقصد حرام سے اور ظلم سے محفوظ رہنا ہوتا ہے تو جب نکاح کے بعد بھی محرمات کا ارتکاب
کرے تو نکاح کی جو مصلحت تھی وہ فوت ہوگئی لہذا اب اس پر نکاح کرنا حرام ہوگا یہ تمام وضاحت
قبلہ مفتی عبدالقیوم کی تسلی کیلئے کی ہے ورنہ سوال میں مطلق نکاح کا ذکر تھا قطعی طور پر ظلم و جور کا ذکر نہ
ہوا تھا۔

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ تیسری حالت میں جب ظلم کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام
ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا کیونکہ یہ حرام ہے۔

تو اسکے جواب میں گزارش ہے کہ جو آدمی اصول سے واقف ہو تو اسے معلوم ہے کہ کسی چیز کا حرام ہونا اور بات ہے اور اس پر احکام کا ترتب کارِ دیگر است۔ یہ جائز ہے کہ شیء فی نفسہ حرام ہو اور اس پر حکم مترتب ہو جائے۔ تو یہ نکاح اس صورت میں حرام ہونے کے باوجود منعقد ہو جائے گا اور وطی حلال ہوگی نہ کہ زنا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے حالتِ حیض میں طلاق دینا حرام ہے لیکن اگر دے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور جیسے مغصوب پانی سے وضو کرنا حرام ہے لیکن وضو ہو جائے گا اس وضو سے نماز پڑھنی جائز ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے غصب کی ہوئی یا چوری کی چھری ضرور حرام ہے لیکن اس سے ذبح کرے گا تو ذبیحہ حلال ہوگا، یہ ایسے ہی ہے جیسے مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنی حرام ہے لیکن ادا ہو جائے گی اور جمعہ کی اذان کے بعد کوئی چیز بیچنی حرام ہے جبکہ وہ سعی الی الجمعہ میں رکاوٹ ہو، لیکن مشتری اس مبیعہ کا مالک ہو جائے گا اور بائع ثمنوں کا۔ یہ سب تصرفات اگرچہ حرام ہیں لیکن ان پر حکم مرتب ہو جائے گا۔ اب اصول الشاشی صفحہ ۴۸ کی عبارۃ پیش خدمت ہے تاکہ ہر قسم کا شبہ دور ہو جائے قانون یہ بیان ہوا کہ حرمة الفعل لا تنافی ترتب الحكم كطلاق الحائض والوضوء بمياه المغضوبة والاصطياد بقوس مغصوبة والذبح بالسكين المغصوبة والصلوة فى الارض المغصوبة والبيع وقت النداء فانه يترتب الحكم على هذه التصرفات مع اشتمالها على الحرمة اسکا خلاصہ ترجمہ ذکر ہو چکا ہے تو مطلب واضح ہو گیا کہ کسی شیء کا حرام ہونا الگ بات ہے اور اس پر حکم ثابت ہو جانا یہ دوسری بات ہے۔ تو آخری صورت میں بے شک اس پر نکاح کرنا فعلِ حرام ہے لیکن جب اسکے رکن ایجاب وقبول کا تحقق ہو جائے گا تو نکاح کے منعقد ہونے میں کیا شبہ ہے؟ اب واضح ہو گیا کہ اگرچہ ظلم وجور متحقق ہو تینوں صورتوں میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو جو شخص نکاح کے بعد وطی کو زنا کہے تو اس نے ضرور اللہ تعالیٰ کے حلال کیے ہوئے کام کو حرام کہا اور جن چیزوں کی حلت یا حرمت نصاً ثابت ہو اسکے برعکس حکم لگانے سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے اور نکاح کے بعد حلت وطی نصِ قرآن سے ثابت ہے، اسکا منکر ضرور کافر ہے اور مفتی عبدالقیوم نے اس قاری مرتد کی تصدیق وتائید کی ہے جو مستلزم کفر ہے۔ اب تر دماغ والے مفتی کا کیا فتویٰ ہے؟ ذرا فتویٰ کی زبان سے ذکر فرمادیں اس زبان سے جو علماء پر طعن وتشنیع کرتے ہوئے اتنی دراز ہوگئی تھی کہ اسکی درازی ناپنا مشکل تھی۔ اب ہم انتظار

کریں گے کہ عبدالقیوم ٹھنڈا ہوتا ہے یا گرم۔ ذرا گرم زبان سے جواب مرحمت فرمایئے گا اللہ کریم کے کرم سے زورِ بیان اور زیادہ ہو۔ یا ترتب حکم یوں بھی بیان ہو سکتا ہے کہ کفری بول بولنا ضرور حرام ہے لیکن اسکا حکم مرتب ہو جائے گا یعنی بولنے والا مرتد ہو جائے گا یا قتل مسلم یقیناً حرام ہے لیکن کوئی اسکا ارتکاب کرے تو واقعہ ہو جائے گا یا یوں سمجھیے کہ زنا کرنا حرام ہے لیکن حکم مرتب ہو جاتا ہے کوڑے یا رجم۔

اگر آپ سوال کریں کہ کبھی حرام کام کرنے سے اس کا حکم جواز کے ضمن میں ثابت ہوتا ہے یعنی جائز حکم اس پر مرتب ہوتا ہے اور کبھی حرام کا حکم بھی حرام ہوتا ہے تو ان میں فرق کیا ہے تو جواباً عرض ہے کہ بعض کام وہ ہیں جو ابداً مسلمان کے لیے حرام ہوتے ہیں اور بعض وہ جو دائماً حرام نہیں بلکہ کسی عارضے کی وجہ سے ان میں حرمت در آتی ہے۔

اس کی مثال جیسے کفری کلمہ زبان سے کہنا یہ ابدی حرام ہے اور نکاح جو کسی عارضے کی وجہ سے حرام ہو مثلاً ظلم کرنے کی غرض سے نکاح کرنا صورتِ اول میں ارتداد یعنی کفر کا تحقق اور صورتِ ثانی میں جوازِ وطی کا تحقق۔ تو یہ فرق اس لیے ہے کہ کفری بول دائماً حرام، تو اس کا حکم اس کے مناسب۔ اور نکاح دائماً حلال، اس لیے اگر کسی عارضہ سے حرمت در آئے تو اس کے باوجود منعقد ہو جائے گا اور اس کے احکام بھی ثابت ہو جائیں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

یا اسے یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ فتویٰ شرعی کی توہین کرنا یقیناً حرام ہے لیکن اگر جناب عبدالقیوم صاحب کریں گے تو حکم مترتب ہو جائے گا یعنی مہین کا کافر ہو جانا۔ العياذ بالله۔ تو جناب منہاج کی نہاری سے تر دماغ والے مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ شرعی حکم فرمائیں اور توبہ است[illegible] تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرلیں کہ معاملہ حلال وحرام کا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پیشی [illegible] ی یقینی ہے اسلیے فیصلہ سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا۔ وما علينا الا البلاغ المبين۔

اسکے بعد جناب مختار ہیں۔ اب رہا مسئلہ نکاح اور وطی کے نصاً حلال وجائز ہونے کا (جو ایوبی فیملی لاء اور منہاجی فیملی لا میں تو مقید باجازتِ عورت ہے لانہ قال هو مقيد باجازة المراة ان كانت المراة اجازت فهو جائز والا فلا جواز) استغفر اللہ تعالیٰ ربی من كل ذنب واتوب اليه تو وہ قرآن مجید میں مطلقاً ذکر فرمایا گیا ہے۔ اگرچہ ایوبی اور منہاجی لاء میں اسے بیوی

کی اجازت سے مشروط کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام عورتوں کا ذکر فرمایا جن کیساتھ نکاح حرام ہے حرمت علیکم امھاتکھم الخ اور اسکے بعد ارشاد فرمایا و احل لکم ماوراء ذلکم کہ انکے علاوہ عورتیں تم پر حلال ہیں بان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین کہ اپنے مالوں سے انہیں طلب کرو نکاح میں لاتے ہوئے نہ صرف پانی گرانے کو۔ دوسری جگہ فرمایا فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع پس نکاح کروان سے جو عورتیں تمہیں پسند آئیں دو دو، تین تین، چار چار اور ظاہر ہے کہ نکاح وطی کے حلال ہونے کا سبب ہے تو حلتِ وطی نص قرآن سے ثابت ہے اور جو شخص قرآنِ مجید میں منصوص حلال کو حرام کہتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے حلال کو ضرور حرام کہا جو ایسا کرے وہ یقیناً قطعاً کافر، نہ صرف کافر بلکہ مرتد جسے اللہ تعالیٰ نے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں دیا۔ قاضی شرع اسے تین دن تک قتل کروادے تاکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اسکی اس نجاست کی بدبو سے محفوظ ہو جائیں اور انہیں شریعت کا احترام کرنے کا سبق حاصل ہو۔

تو جس شخص نے اسے حرام کہا اور جس نے ایوبی لاء اور منہاجی لا کو فوقیت دیتے ہوئے اس کے حرام کو سندِ جواز فراہم کی ہے وہ ضرور مرتد اور اسلام سے خارج واجب القتل جب تک کہ توبہ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح نہ کرے اور اس کی توبہ بغیر نکاح کے عنداللہ توبہ نہیں اور نہ ہی عندالشرع یہ اس کی توبہ ہے۔ مفتی صاحب ایک اندھے کو بچاتے بچاتے خود کفر کے اندھے کوئیں میں غرق ہو گئے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

☆......☆......☆

تیسرا باب

اب وہ استفتاء مرتب کیا جاتا ہے جس کا ذکر پہلے کیا گیا تھا اور مفتی عبدالقیوم بلکہ ادارہ منہاج کے تمام مقتدر اساتذہ اور ادارہ سے متعلق تمام علماء کرام خصوصاً جناب معراج الاسلام نہ صرف یہ بلکہ ادارے کے سربراہ جناب طاہر القادری صاحب ان سوالوں کے جواب دے کر علمائے کرام نہ صرف علمائے کرام بلکہ امتِ مسلمہ کو مطمئن کریں اور اپنی پوزیشن واضح کریں اور یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ ہمیں کسی کی ذات سے کوئی عداوت یا حسد نہیں۔ ہمیں اگر

عداوت ہے تو صرف ان کے نظریات و عقائد سے ہے جو امتِ مسلمہ کے عقائد و نظریات سے متصادم ہیں اس لیے گزارش ہے کہ اپنا فرضِ منصبی ادا کرتے ہوئے للہ ان سوالوں کے جواب دیں جو آپ کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ بھی ہے۔

(۱)۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے و قالت الیھود عزیز بن اللہ و قالت النصاری المسیح ابن اللہ۔ یہودی بولے عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ العیاذ باللہ۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی یہ باتیں شرک ہیں کیونکہ جو اللہ کا بیٹا ہو اس میں اسکی خصوصیت ہونی چاہیے ورنہ بیٹا نہیں ہو سکتا تو ثابت ہوا کہ یہودی اور نصرانی مشرک ہیں اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء کہ اللہ تعالیٰ شرک کبھی نہ بخشے گا اور اسکے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے مشرکوں کی طرح یہودی اور نصرانی ایسے مشرک ہیں کہ ان مذاہب پر رہتے ہوئے انکی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ تو اب مسٹر طاہر کا انکو مومن گروہ میں شمار کرنا کافر کو مومن و مسلمان کہنا ہے یا نہیں۔ یقیناً ہے تو جو آدمی کافر کو مومن و مسلمان کہے وہ کافر ہے یا مسلمان ہے؟ (وائرسِ مسیحیت صفحہ ۱۷)۔

(۲)۔ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء بعضھم اولیاء بعض و من یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین اے ایمان والو یہود و نصاری کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو راستہ نہیں دیتا۔

سوال یہ ہے کہ مسٹر طاہر نے عیسائیوں اور یہودیوں سے محبت کی پینگیں چڑھائی ہوئی ہیں حتیٰ کہ ادارہ کی مسجد میں انکو عبادت (یہ علیحدہ سوال ہے کہ کافر کی عبادت کو عبادت کہنا اسلام ہے یا کفر ہے؟) کی اجازت دی ہے تو ان سے دوستی کر کے وہ خود یہودی اور نصرانی اور کافر ہوئے یا نہیں۔ قرآن کا تو یہی حکم ہے اگر نہیں تو اس کی دلیل قرآن و سنت سے صراحتاً عبارۃ النص سے پیش فرمائیں؟ چلو عبارۃ نہ ہو تو اشارۃ النص اگر نہیں تو اقتضاء النص سے ہی سہی جواب دے کر امتِ مسلمہ کو مطمئن کریں؟ اس پر خلیفہ ثانی سیدنا حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عمل کا نمونہ بھی پیشِ خدمت ہے اور پھر علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین بھی ملحوظ

رہے۔ حضرت ابوموسی اشعری ﷺ کا کاتب نصرانی تھا حضرت امیر المومنین عمر ﷺ نے فرمایا کہ اس نصرانی کو کاتب کیوں مقرر کیا ہوا ہے کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود و النصاری اولیاء۔ انہوں نے عرض کیا اس کا دین اس کے ساتھ مجھے تو اسکی کتابت سے غرض ہے اس پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزت نہ دو اللہ نے انکو دور کیا تم انکو قریب نہ کرو۔ حضرت ابوموسیٰ ﷺ نے عرض کیا کہ اسکے بغیر حکومت بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے (اس مجبوری سے اسے مقرر کیا ہوا ہے کہ اس قابلیت کا دوسرا آدمی نہیں ہے۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ نصرانی مر گیا تو پھر۔ مطلب یہ تھا کہ فرض کرو وہ مر گیا تو اس وقت کیسے نظام چلاؤ گے؟ تو ابھی سے اور انتظام کرلو یہ آخری بات ہے۔ تفسیر خازن بحوالہ حاشیہ کنز الایمان۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان پاک طینت بزرگوں کو صرف نصرانی کی نوکری گوارہ نہ تھی ان سے دادو محبت تو دور کی بات ہے، اور مسٹر طاہر ان سے دوستی رکھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ محبتِ رحمٰن کی علامت ہے یا مودتِ شیطان کی نشانی ہے تو جس میں شیطانی علامت ہو وہ شیطان کیوں نہ ہوا؟

(۴)۔ مسلم کرسچین ڈائیلاگ کی تقریب میں عیسائیوں فرنگیوں کو خوش کرنے کیلئے مسٹر طاہر نے یوں خطاب کیا اور کہا کہ ادارہ کی مسجد مسلمانوں کیساتھ عیسائی بھائیوں اور بہنوں کیلئے ہر وقت کھلی ہے، وہ جب چاہیں اپنے مذہب کے مطابق اس میں عبادت کر سکتے ہیں۔ یہ تو فرمان ہے ان کا اور اب اپنے رب کا فرمان سنیں۔ یا ایھا الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا اے ایمان والو مشرک نرے نجس ہیں ناپاک و پلید ہیں۔ نہ صرف حکما بلکہ حقیقتا کہ وہ غسل جنابت نہیں کرتے تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہیں آنے پائیں۔ اللہ تعالیٰ جبار و قہار کا حکم یہ ہے کہ مسجد کے قریب بھی نہ آئیں مسٹر طاہر نے خدا کا حکم یوں مانا کہ ان کو مسجد میں لا کھڑا کیا۔ بلکہ انکی عبادت کو عبادتِ الٰہی بھی قرار دیا اور انہیں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت بھی دی اور ظلم یہ کہ ہمیشہ کے لیے۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے صریح حکم کا انکار ہے یا نہیں؟ یہ مستلزم انکار ہے اور انکارِ قرآن مستلزم کفر ہے تو مفتی عبدالقیوم صاحب قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب دے کر مسلمانوں کو مطمئن کریں اور فرمائیں کہ مسٹر طاہر کافر ہیں یا مسلمان؟ یہ

آیت کریمہ سنہ ۹ ہجری کو نازل ہوئی۔

(۵)۔ یہود و نصاری جب تک دین حق کے تابع نہ ہوں تو مسلمانوں پر انکے ساتھ جنگ کرنی فرض ہے (اگر کسی عارضے کیوجہ سے مسلمان جنگ کی پوزیشن میں نہ ہوں تو جنگ مؤخر تو ہو سکتی ہیں منسوخ نہیں ہو سکتی کہ اسلام مکمل ہو چکا اور قطعی طور پر قرآن میں اسکا حکم موجود ہے) حتی کہ وہ ذلیل و رسوا ہو کر فدیہ دینا قبول کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ماحرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتو الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن یدوھم صاغرون ان سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسکو حرام کیا اللہ اور اسکے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیے گئے جب تک کہ اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔

مسٹر طاہر بجائے اس کے کہ ان سے صرف نفرت ہی کرلیتا ان سے داد و محبت کے روابط بڑھا کر منکرِ قرآن ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا ہے تو اس کا حکم قرآن وسنت سے گرم و تر دماغ والے مفتی عبدالقیوم کو اخلاقاً اور شرعاً بتانا لازم ہے۔ فرمائیں اس کا کیا حکم ہے اگر نہیں تو آخر کیوں؟ بینوا توجروا معشر المنہاج جب کہ اس آیت میں واضح طور پر یہ حکم یہود و نصاریٰ کا ہے۔

(۶)۔ مسٹر طاہر فرماتے ہیں: مسیحی بھائیوں کا کرسمس اور مسلمانوں کی عید خوشی کے تہوار ہیں ہمیں ایک دوسرے کو اپنے تہواروں میں شریک کرنا چاہیے اور مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم کے زیر عنوان (جو کہ منہاج کرسچین ڈائیلاگ ہے نہ کہ مسلم کرسچین ڈائیلاگ ہے اپنے کرتوت کو مسلم امہ کی طرف منسوب کرنا یہ مسلمانوں اور اسلام کی توہین ہے الحمدللہ مسلمان اس ڈائیلاگ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں) منعقدہ تقریب میں اس نے مزید کہا جنہوں نے حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کو نبی تسلیم نہیں کیا تو مسلمان نہیں ہو سکتے (بحوالہ اسلام اور وائرس مسیحیت) تو کرسمس کافروں کا تہوار ہے جو کفر ہے سوال یہ ہے کہ جو شخص کفر اور اسلام کو ایک قرار دے کر مسلمانوں اور کافروں کو ان کے کفر پر رہتے ہوئے مخلط کرنا چاہتا ہے وہ مسلمان ہوا یا کافر؟ مفتی عبدالقیوم ہزاروی پر لازم ہے کہ اس کا جواب دیں نیز یہ کہ کون مسلمان ہے جو حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا منکر ہے اور عیسائی بھی بزعم خویش آپ کی نبوت کے قائل، تو یہاں

کافروں یعنی عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور کہتے ہیں کہ جو شخص حضور سرورِ کائنات ﷺ کی نبوت کا منکر ہے وہ کافر ہے الخ تو اپنے عیسائی بھائیوں اور بہنوں کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق کافر قرار دے کر ان کو دعوتِ اسلام دینی تھی، جس کی توفیق نہ ہوئی۔ اس کے برعکس مسلمانوں پر شک کیا گیا کہ ہو سکتا ہے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے منکر ہوں اور کمال چالاکی سے اصل دعوت کو نظر انداز کیا۔ تو ثابت ہو گیا کہ یہ ڈائیلاگ جو شیخ منہاج مسٹر طاہر اور عیسائیوں کے درمیان ہے، یہ کافروں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے قائم نہیں ہوا اس میں بھی بقول مفتی عبد القیوم کے کوئی اندر خانہ کہانی ہے۔ کیا آپ گرم و تر دماغ سے اور چرب زبانی سے اس کا جواب دیں گے اور یہ واضح فرمائیں گے کہ بقول آپ کے اس میں اندرونِ خانہ کہانی کیا ہے؟

(۷)۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ جل شانہ کی آخری نازل کردہ کتاب ہے اور حضور ﷺ زماناً اور مرتبتاً اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں اور اسلام آخری دین جیسا کہ نبی معظم ﷺ پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح آپکی کتاب قرآن مجید نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کی سب کتب منزلہ اور تمام صحائف کو منسوخ کر دیا اور اسلام آنے کے بعد سب ادیان منسوخ ہو گئے ہیں اور مسٹر طاہر قرآن کی تلاوت کے ساتھ بالکل اسکے بالمقابل تحریف شدہ بائبل کی تلاوت کروا کر کیا مسلمانوں کو یہ دھوکہ نہیں دے رہا کہ یہ تحریف شدہ کتاب بھی برحق ہے اور اسکے احکام بھی باقی ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ کی نبوت کے انکار کے باوجود اسکے عیسائی بھائی اور بہنیں بھی حق پرست ہیں اور انکا احترام مسلمانوں کی طرح ضروری ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔ تو کیا عبدالقیوم ہزار۲۰ منہاج کی نہاری کی وفاداری کریں گے یا اللہ تعالیٰ کے آخری دین کے وفادار ہو کر اس سے وفا کریں گے اور کیا مسٹر طاہر القادری کو راضی کرنے پر اکتفا کر کے اپنی عاقبت برباد کریں گے یا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول جل جلالہ و ﷺ کو راضی کرتے ہوئے کلمہ حق بلند کر کے اپنی عاقبت سنواریں گے من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر نیز یہ کہ محرف شدہ کتاب پر ایمان لا کر مسٹر طاہر مسلمان رہے یا کافر ہوئے؟ حالانکہ اصل بائبل ہوتی تو اسے بھی قرآن کے مقابلے میں لا کھڑا کرنا ناجائز اور حرام اور کفر ہے ہاں مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے سب منزل من اللہ کتابیں حق ہیں سوال صرف قرآن کے مقابلے اور انکے تقابل

کے بارے ہے۔

(۸)۔ منہاج اور کرسچین ڈائیلاگ فورم میں عیسائیت کے عروج اور ترقی کیلئے اجتماعی دعا بھی کی گئی (اسلام اور وائرسِ مسیحیت) جو کفر پر رضا ہے اور یہ خالص کفر ہے عقائد کی کتابیں دیکھیں۔ جلی قسم سے لکھا ہوا ہے کہ الرضاء بالکفر کفر۔ کیا مفتی عبدالقیوم ہزاروی اپنا فرض منصبی ادا فرماتے ہوئے یہ فتویٰ صادر فرمائیں گے؟ نیز ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے کے مصداق سادہ لوح مسلمانوں کو اور ادارہ منہاج اور تحریک منہاج کے پیروکاروں کو اس کفر خالص میں مبتلا کیا ہے یا نہیں یقیناً شیخ المنہاج نے اپنے پیروکاروں اور مریدوں کو اس اندھے کوئیں میں گرا کر امتِ مسلمہ سے جدا کر دیا ہے اعاذنا اللہ و ایاکم معشر المسلمین من شرہ و کفرہ و فسادہ آمین۔

(۹)۔ شیخ طاہر القادری صاحب اپنی کتاب السیف الجلی اور القول المعتبر میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابوبکر صدیق ؓ صرف سیاسی خلیفہ تھے اور روحانی خلیفہ بلا فصل حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ دوسری طرف شیعہ عقائد کی تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک خلیفہ کو عوام چنتے ہیں اور شیعہ کے نزدیک امام کو خدا چنتا ہے۔ شیعہ سنی میں اصلی فرق اور بنیادی وجہ امتیاز یہی قرار دی گئی ہے (ملاحظہ فرمائیں شیعہ کی کتابیں اصل واصول شیعہ، اتحاد امت اور دیگر بے شمار کتب)۔

گویا یہ عقیدہ خالص رافضیت ہے اور اس میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بے ادبی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ماموریت والا یہ عقیدہ ختم نبوت کے بھی منافی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روحانی طور پر نبی معظم ﷺ سے پوچھ کر اسے ختم نبوت کے منافی قرار دیا ہے (الانتباہ صفحہ وغیرہ)۔

اس کے ساتھ ساتھ شیخ المنہاج امام باڑوں میں جا کر فرماتے ہیں کہ شیعہ سنی میں کوئی جھگڑا نہیں، اصل جھگڑا خارجیت کا ہے۔

حالانکہ احادیث میں نشاندہی موجود ہے کہ اہم فرقے دو نہیں ہوں گے بلکہ تین ہوں گے، محبت مفرط، بغیض، معتدل (رافضی، خارجی، اہل سنت)۔

شیخ المنہاج یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) جنتی نوجوانوں

کے سردار ہیں، جنت میں ہر شخص شباب ہوگا تو پھر حسنین کریمین ہر جنتی کے سردار ہوئے (سی ڈی)۔ یہاں شیخ صاحب نے ابو بکر و عمر سیدا کھول اھل الجنۃ کو ملحوظ نہیں رکھا اور خالص رافضیانہ بات کردی ہے۔

پچھلے سال محرم میں مسٹر طاہر نے رقاق والی احادیث سے ابکوا اور تباکوا کے الفاظ سے غم حسین میں زبردستی کا رونا جائز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک تقریر میں کہتے ہیں کہ جو شیعہ سنی کو دو کرے اسے دو کردو۔ عورتوں کے ماہنامہ "دختران اسلام" میں اس دفعہ یہ الفاظ چھپے ہیں کہ: حضور ﷺ کے چاہنے والے، علی حیدر کرار کو مولا ماننے والے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا ماتم کرنے والے شیطانی قوتوں سے برسرپیکار ہیں (ماہنامہ مذکور اگست 2010ء صفحہ ۳۶)۔

اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس مسٹر طاہر کی رافضیت کے کئی شواہد ہیں، فرمایئے ان ساری باتوں کے ہوتے ہوئے آپ کا ضمیر ادارہ منہاج القرآن میں کام کرنے پر مطمئن ہے؟ اگر مطمئن ہے تو ان باتوں کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

(۱۰) مسٹر طاہر اجماع کے منکر ہیں۔ ایک تقریر میں اجماع کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک گاؤں کے مولوی مل کر جو بات کہہ دیتے تھے اسے اجماع کہہ دیا جاتا تھا۔ گویا طاہر صاحب نے اجماع کی حجیت کا سرے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ فرداً فرداً بھی بہت سے اجماعی مسائل کے خلاف چلتے ہیں۔

چھوٹی داڑھی پر علماء نے لم یحبہ احد کی تصریح فرمائی ہے۔

دیت کا مسئلہ ایک معروف اور پرانا مسئلہ ہے جس میں مسٹر طاہر ائمہ اربعہ کے اجماع کے خلاف ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کی روحانی افضلیت پر تمام علماء اور تمام صوفیاء کا اجماع ہے مگر مسٹر طاہر صاحب اس اجماع کے منکر ہیں۔ دوسری طرف مسٹر طاہر کی رافضیانہ حرکتوں کو اس مسئلے کے ساتھ جوڑا جائے تو بات مزید واضح ہوتی ہے کیونکہ رافضی مذہب اجماع کو تسلیم نہیں کرتا۔ اہل سنت و جماعت کے نام سے ہی اجماع کی پابندی ظاہر ہو رہی ہے۔ فرمایئے ان حالات میں طاہر صاحب کی براۃ کے لیے اور خود ان کے ہاں کام کرنے کے لیے اور اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لیے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں؟

ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ آپ اس شخص کو چھوڑ دیجیے۔ آپ سے پہلے کتنے ہی لوگ اس سے جدا ہو گئے۔ مفتی محمد خان قادری کہتے ہیں کہ ادارے کا سارا علمی کام میں نے کیا ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب کے نام سے چھپا ہے۔ اب بھی کئی لوگ مجبور ہو کر وہاں کام کر رہے ہیں۔ کام یہ کرتے ہیں اور چھپتا طاہر صاحب کے نام سے ہے (متنازعہ ترین شخصیت صفحہ ۳۱۶)

اس کے علاوہ محمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب گندے پانی میں ہیں اور میں انہیں نکالتا ہوں۔ کسی نے کہا کہ کیا آپ قادری صاحب کا دفاع کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟ تو اس جملے نے مفتی محمد خان صاحب میں انقلاب برپا کر دیا (متنازعہ ترین شخصیت میں مفتی محمد خان قادری کا انٹرویو)۔

کتاب ضرب حیدری آپ نے پڑھی ہوگی۔ اس پر جن علماء کی تقاریظ ہیں ان کی تعداد تقریباً تیس ہے۔ کیا ان کے علمی مرتبے میں کوئی شک ہے؟ ان میں مفتی عبدالرشید صاحب جھنگوی دامت برکاتہم بھی شامل ہیں جو مسٹر طاہر کے استاد ہیں۔ مسٹر طاہر کے دوسرے استاد ان کے خلاف دیت کے موضوع پر تفصیلاً لکھ چکے ہیں۔

آپ ہمارے بھائی ہیں۔ واللہ العظیم ہمیں آپ سے ہمدردی ہے اور آپ کو اس دلدل سے نکالنے کے لیے بے باک ہو جانے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ارے دوستو! اگر کچھ سمجھ نہیں آتا تو دع ما یریبک الیٰ ما لا یریبک پر ہی عمل کر لیں۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ان کے اساتذہ سمیت ساری دنیا کو نادان سمجھنے سے بہتر ہے کہ صرف اس ایک شخص سے جان چھڑالو۔ مجھے امید ہے کہ جناب ضرور اپنی عاقبت پر نظر رکھتے ہوئے کلمہ حق بلند فرمائیں گے اور پریشان نہ ہونا اگر منہاج کی نہاری آپ سے چھین لی گئی تو اللہ تعالیٰ دوسرے راستہ سے رزق فراہم فرما دے گا۔ یقین شرط ہے۔ بھائی اپڑیں اللہ تے اعتبار کر جیڑا کافراں کوں بھی روٹی پیا دیندا اے، دوستاں را کجا کنی محروم تو با دشمناں نظر داری۔ وہ ذات کریم اپنے دوستوں کو کب محروم فرمانے والی ہے جو اپنے دشمنوں کو بھی عطا فرما رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ سنگت شرط ہے۔

تمام متعلقین ادارہ سے مخلصانہ محبانہ گزارش

۱۔ اے میرے بھائیو کیا آپ کو معلوم ہے کہ عوام مسلمان علماء کرام اور دینی قیادتوں پر فائض لوگوں سے کیوں محبت کرتے ہیں اگر آپ کے علم میں ہے تو ٹھیک اگر نہیں ہے تو سنیں اور عبرت پکڑیں اس سے پہلے کہ وقت کا دھارا آپ کے ہاتھوں سے نکل چکا ہو اور اس وقت پچھتاؤ تو اس وقت کا پچھتانا اور اس وقت اپنے رویہ پر افسوس کام نہ آئے گا۔

تو وہ جو اس فقیر حقیر کو سوجھا وہ یوں ہے: تحفظ دین اللہ کریم نے تمام کی تمام امت پر فرض فرمایا اور یہ انتہائی مشکل ہے کہ تمام لوگ مساجد اور مدارس اور دینی اداروں میں بیٹھ جائیں تو شعبہ ہائے دین و دنیا منقسم ہو گئے اور لوگوں میں سے کوئی وہ جو دنیاوی کاروبار اور تجارات و اکساب میں مصروف ہو گئے اور کوئی وہ جو مساجد و مدارس میں بیٹھ کر امت کو دین سکھانے اور اس کی تبلیغ تلقین پر مامور ہوئے۔ جو مسلمان کاروبار میں مصروف کار ہیں ان کے دلوں میں بھی شمع ایمان تو جل رہی ہے تو اللہ تعالی جل مجدہ الکریم نے ان کے دلوں میں ڈالا کہ حفاظتِ دین اور دینی علوم کی ذمہ داری تم پر بھی تھی اور تم ہو کہ دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو تو کم از کم یہ تو سوچنا چاہیے کہ علماء کرام اپنا اور تمہارا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اس لیے تم ان کے ساتھ اس کام میں حتی المقدور شریک ہو جاؤ، کہ سوچو وہ تمہارا ہی فرض ادا کر رہے ہیں تو کم از کم ان سے محبت ہی کر وان کے بازو بن جاؤ تو تمہیں بھی ان کی سنگت و رفاقت کی وجہ سے اجرِ جزیل سے نوازا جائے گا۔ کتبِ احادیث ان مضامین سے لبریز ہیں علماء کرام پر یہ مضامین پوشیدہ نہیں ہیں تو جب علماء سے محبت کا سبب ہی یہ ہے کہ وہ دین کی آبیاری کرتے ہیں اور یہ مشترک فریضہ ہے تو مسلمان اپنے مذہبی پیشواؤں سے محبت و عقیدت سے پیش آتے ہیں۔

۲۔ تو جب تک کوئی بھی مذہبی قیادت اس معیار پر پوری ہو تو اس وقت تک ان سے متعلق رہنا ان کے ساتھ عقیدت و احترام کا رویہ اپنانا عقل میں آ جانے والی بات ہے۔ لیکن جب کوئی مذہبی پیشوا دین کی آبیاری کرنے کی بجائے اس کی جڑھ ہی اکھاڑنے پر تلا ہوا ہو تو کیا اس کے ساتھ تعلق یا محبت و عقیدت باقی رہ سکتی ہے جب اس کا سبب داعی (یعنی تحفظ دین) جڑ ہی سے

اکھڑ گیا ہو۔ سوچو اور غور کرو علماءِ کرام پر واضح ہے کہ دین و ایمان کیا ہے؟ وہ یہ کہ نبی کریم جو کچھ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے لائے اور اس کا لانا بداہت عقل سے ثابت ہو اس سب کی تصدیق کرنا۔ مومن ہونے کو تو سب پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن اگر اس میں سے کسی ایک ضروری بات کا انکار لازم آتا ہو اور آدمی اس کا مرتکب ہو جائے تو اس کے کافر ہونے کو اتنا کافی ہے۔

غور فرمائیں آپ طاہر القادری کے جال میں پھنس چکے ہیں اور اس وقت اور اس سے قبل حتی کہ طاہر القادری کے استاد مولانا استاذ العلماء عبدالرشید صاحب اور استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی علیہ الرحمہ اور ملک کے مقتدر علماء غزالی دوراں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی اور ان کے علاوہ سینکڑوں علما کرام اس کو ضال مضل گمراہ بے دین فرما چکے ہیں اور یہ بات عقل بھی نہیں مانتی کہ یہ سب کے سب اس کے ساتھ حسد کرتے ہیں۔ یہ حاسدین نہیں یہ مسلمانوں کے غمخوار و ہمدرد ہیں تمہیں متنبہ کر رہے ہیں کہ یکسر اس سے اپنا ناطہ توڑ کر مدینے والے سے تعلق جوڑو کیونکہ اتحاد بین المذاہب اور اتحاد ادیان کا نعرہ لگا کر اس کا رشتہ مدینہ شریف سے ٹوٹ چکا ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ خمینی رافضی وہ ہے جو محبوبہ محبوبِ خدا اُم المومنین کو گالیاں دیتا ہے اور صحابہ جو کہ محبوب خدا ﷺ کے محبوب اور خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو تبرے اور گالیاں دیتا ہے۔ اور وہ شخص یہ کہے کہ خمینی اسلام کے ان جری اور بہادروں سے ہے جس کا جینا علی کی طرح اور مرنا حسین کی طرح اس خبیث کو قاسمِ ولایت حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم سے کیا نسبت۔ تو جو شخص دشمن محبوبِ خدا ﷺ کو صحابہ اور اہل بیت اطہار کی پاک طینت ہستیوں کا درجہ دیتا ہے تو کیا اس کا رشتہ مدینہ طیبہ سے برقرار رہے گا؟ کیا ادھر سے کاٹ کر اس نے ایران سے اپنا رشتہ نہیں جوڑ دیا؟ اس پر غور فرمائیں اور اس کے بعد اپنے راستے کا تعین کریں۔

فقیر کو تو ان علماء پر حیرت ہے جو مدت دراز سے مختلف قسم کے خلاف ایمان و اسلام بیانات سن رہے ہیں اور پھر بھی اس کے معاون ہیں۔ تو غور فرمائیں کہ یہ تعاون علی الاثم والعدوان تو نہیں ہے؟ اس لیے کہ یہ بر و تقوی پر تو ہرگز تعاون نہیں ہے کہ بر و تقوی کا درجہ بعد از ایمان ہے اور جو شخص ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے وہاں بر و تقوے کا کیا گزر؟ تو ادارہ کے ساتھ

مسلک علماء اور تحریک منہاج میں شامل علما کو ان سب امور پر غور کرنا ہوگا طاہر القادری کا اتحادِ ادیان کا داعی ہونا اور یہودیوں عیسائیوں کو ایمان دار قرار دینا، تو کیا یہ اکبر کے دین الٰہی کے اعلان کے موافق ومطابق نہیں ہے؟ اور آپ کا خاموش تماشائی بن کر نہیں نہیں بلکہ اس کی تائید و تصدیق فرما کر کیا اکبر کے درباری علماء کا کردار تو نہیں ہے؟ اور اس کا جو حشر ہوا ہے اور جو اس کے درباریوں کا حشر ہوا ہے وہ تاریخ کے طالب علموں پر پوشیدہ نہیں ہے اگر آپ حضرات طاہر القادری کی ان حرکات پر راضی ہو جن میں سے ایک کا پایا جانا زوال ایمان کے لیے کافی ہے تو غور فرمائیں کہ آپ لوگوں کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

آپ مقتدایانِ قوم ہیں آپ پر فرض ہے کہ اپنے آپ کو اس سے بچانے کے لیے اس کو دعوتِ حق دو اور توبہ استغفار کی تلقین کرو اور دلائل سے اسے قائل کرو اگر وہ آپ کی دعوت الی اللہ قبول نہیں کرتا تو آپ بھی اس کی دعوت الی الباطل کو جوتے کی نوک پر ٹھکراتے ہوئے اس سے اپنا رشتہ ختم کر دیں اور اپنے رب کریم اور اس کے محبوب کریم ﷺ سے اپنا تعلق منقطع نہ ہونے دیں۔ غور فرمائیں دراز مدت تک علمی خدمات اور عبادات کے بعد بھی اگر موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف صرف بددعا ہی زبان پر آجائے تو دنیا آخرت کی تباہی و بربادی اور ساری عبادات و ریاضات تہس نہس ہو جاتی ہیں تو جس شخص نے غلبہ دین اسلام کی بجائے برابر اہمیت دے کر یہود و نصاریٰ کے کفری مذہب کو اسلام کے برابر لا کھڑا کیا، کیا اس کا یہ عقیدہ وعمل اس کی عبادت و ریاضت اور تمام خدمات دینی کو تہس نہس کر دینے میں کافی نہیں؟ اب کس بات کا انتظار ہے یہ کہ اس کی زبان سے صراحتاً نکلے کہ میں اسلام نہیں مانتا؟ شاید یہ بات کہنے کی جسارت کبھی نہ کرے اور تاریخ گواہ ہے کہ جس شخص نے بھی اسلام سے غداری کی یہ کہنے کی کبھی جسارت نہ کی کہ میں اسلام سے بیزار ہوں۔ ہاں ہوا یوں ہے اور ہو رہا ہے کہ ہم تو اسلام کی بالادستی کے لیے کام کر رہے ہیں اور اندرون خانہ کہانی اور تھی۔ تو جناب مفتی عبدالقیوم ہزاروی اور جناب علامہ معراج الاسلام صاحب اور دیگر ارکان ادارہ منہاج پر لازم وفرض ہے کہ اپنا فرض منصبی ادا کریں ورنہ نہ تو تاریخ اسلام آپ کو نمایاں شخصیات کے طور پر یاد کرے گی اور نہ ہی عنداللہ یہ رویہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ فرمان سرکارِ اعظم ﷺ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ و ان لم

یستطع فبلسانہ و ان لم یستطع فبقلبہ و ذاک اضعف الایمان۔

ہو سکتا ہے کہ راہِ راست پر آجائے اور یہ اجرِ عظیم اللہ کرے آپ کے حصہ میں ہو اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

پھر اس کا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو ظاہری اور سیاسی خلیفہ کہنا اور صرف حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو باطنی اور روحانی خلیفہ کہنا۔

ان کی خلافت کو صرف صحابہ کرام کے انتخاب پر موقوف کر دینا (مطلب یہ کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منتخب نہ فرماتے تو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم خلیفہ نہ ہوتے) اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کو منتخب من جانب اللہ کہنا۔

یہ باتیں لکھ کر بے شک طاہر القادری نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین کی ہے ہم نے طاہر کو بظاہر القادری کہا تو منہاجیے سیخ پا ہونے لگے اور کہنے لگے کہ بظاہر القادری کہنا بازاری زبان ہے۔

تو پھر مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں کہ طاہر القادری نے سیدنا صدیق اکبر ؓ، سیدنا امیر المومنین فاروق اعظم ؓ اور سیدنا عثمان غنی ؓ کی خلافتوں کو ظاہری خلافتیں کہہ کر بازاری زبان استعمال کی ہے۔ اور بازاری زبان گالی اور سب ہے تو فرمائیں کہ طاہر القادری نے تمام مسلمانوں کے اماموں اور محبوب کریم ﷺ کے محبوب خلفاء کو گالی دی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے؟ بظاہر القادری کہنا اگر بازاری زبان ہے تو پھر صدیق اکبر کو ظاہری خلیفہ کہنا کیوں بازاری زبان نہیں؟ اگر آپ کے سینہ میں ایمان موجود ہے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ جو الفاظ طاہر القادری کے حق میں گستاخی ہیں وہی الفاظ صدیق اکبر ؓ کے حق میں بولے جائیں تو وہ اس سے بھی بڑھ کر بلکہ بے انتہا گستاخی ہوگی۔

دوسرا یہ کہ وہ اس مسئلہ میں منفرد ہے۔ آج سے تقریباً ۱۴ صدیوں سے زیادہ عرصہ ہوا کہ یہ مسئلہ مسلمانوں میں اجماعی طور پر حل کر دیا گیا امت اس پر متفق ہوگئی۔ اب اسے متنازعہ اور اختلافی بنانا امتِ مسلمہ کو اختلاف کی آگ میں جھونکنا ہے اور نیز یہ کہ تمام امت گمراہی پر جمع ہو اور طاہر صاحب حق پر ہوں یہ کیسے ممکن ہے، جب کہ فرمان سرکارِ معظم ﷺ موجود ہے کہ لا

تجتمع امتی علی الضلالۃ۔

اگر آپ خلفاءِ ثلاثہ علیہم الرضوان اور خود مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سچے غلام ہیں و اس کا عملی ثبوت پیش فرمائیں اور جس نے مولی علی کے فرمان کی تکذیب کی اور جن کو آپ نے خلیفہ تسلیم کیا ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور بعد از انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ان کے افضل ہونے کا اعلان فرمایا نہ صرف مدینہ طیبہ میں بلکہ زمانہِ خلافت میں اپنے خطبات میں برسر منبر اعلان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد افضل البشر ابو بکر پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور اگر میں چاہوں تو تیسرے شخص کا بھی تعین کر دوں تو کر سکتا ہوں۔

تو جس نے پوری امت کو جھٹلایا اور خود مولا علی رضی اللہ عنہ کو جھٹلایا اور رافضیوں کو راضی کیا بلکہ انکو تقویت فراہم کی تو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان سے بھی یہ متصور نہیں ہو سکتا کہ ہدایت کے اماموں اور امت مسلمہ کو چھوڑ کر ایسے آدمی کے دامن سے وابستہ ہو جس نے انکی سفید چادروں کو داغ دار کرنے کی سعی نامشکور فرمائی ہے تو مقتدایانِ امت مسلمہ کو یہ کب زیب دیتا ہے کہ اسکے ساتھ وابستہ رہ کر امتِ مسلمہ کو دھوکے دینے کا باعث ہوں اور اپنی عاقبت داؤ پر لگا دیں۔ واللّٰہ الھادی الی صراط مستقیم نسئل اللہ العافیۃ ۔ اس وقت پاکستان کے تقریباً تمام علماء اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ طاہر القادری امتِ مسلمہ کی تباہی و بربادی پر تلا ہوا ہے۔ یہودیوں عیسائیوں رافضیوں میں ضم ہو کر اسلام سے خارج ہو چکا ہے۔ اعاذنا اللہ والمسلمین من شرہ۔ آمین

اب وقت آ گیا ہے کہ منہاج سے وابستہ علماءِ کرام و مفتیانِ عظام دوٹوک الفاظ میں فیصلہ کریں کہ وہ امتِ مسلمہ کا ساتھ دیں گے یا ایک ایسے شخص کا جس کی نہ دنیا نہ دین۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ خُصُوْصاً عَلٰی خُلَفَائِہِ الْاَرْبَعَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَعَلٰی جَمِیْعِ اُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

....